1963_2_348_352

دی کلیان پیپلز کوآپریٹو بینک
بنام
دلہن بی بی اکوئل امین صاحب پاٹل

23اپریل1962

جے۔ایل۔کپور، کے۔سی۔داس۔گپتا اور رگھوبر۔دیال،جسٹسز۔

کوآپریٹوسوسائٹی– ثالثی-ٹریبونل،اگراورکب پچھلےٹریبونل کے سامنے لیے گئےثبوتوں پرکارروائی کرسکتا ہے-اس طرح کےثبوتوں پررضامندفریق-اگربعدمیں اعتراض کر سکتا ہے - بمبئی کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ، **1925** (بمبئی **VIII** آف**1925**)،دفعہ **54**۔

درخواست گزارایک کوآپریٹو بینک اور اے کے درمیان تنازعہ جس نے قرض لیا تھااوراس کی ضمانت دی تھی اسے بمبئی کوآپریٹوسوسائٹی ایکٹ کی دفعہ **54** کے تحت ثالثی کے پاس بھیج دیا گیا تھا۔ثالثوں کا بورڈ تین ارکان پرمشتمل تھا۔بورڈ کی جانب سے کچھ ثبوت ریکارڈ کرنے کے بعدقرض لینے والے کا نامزدشخص ریٹائرہوگیا۔ اس کے بعد بورڈ کی تشکیل نو کی گئی۔اس بورڈ نے کچھ ثبوت بھی ریکارڈ کیے۔لیکن کچھ عرصے کے بعد،قرض لینے والے کا نیانامزدشخص ریٹائرہوگیا۔بورڈ کاایک نیا آئین تھا جس میں دیگردوارکان پہلے کی طرح اورایک نیارکن قرض لینے والے کےنامزدکےطور پرتھا۔اس طرح تشکیل دیئے گئے بورڈ کےذریعہ مزیدثبوت ریکارڈ کیے گئےاورآخرکار بورڈنے اس معاملے میں اپنافیصلہ دیا۔اس ایوارڈ سے غیرمطمئن اے نے بمبئی کوآپریٹو ٹریبونل کے سامنےنظرثانی کی درخواستیں دائرکیں۔میرٹ پرکچھ اعتراضات کےعلاوہ اس فیصلے کی قانونی حیثیت کے بارے میں ایک ابتدائی اعتراض اس بنیاد پرلیا گیا تھا کہ بورڈ نے آخری بارتشکیل دیے گئےثبوتوں پر کارروائی کی تھی جواس کے سامنے ریکارڈنہیں کیے گئے تھے۔ٹریبونل نے اس ابتدائی اعتراض کوقبول کرتے ہوئے فیصلہ

کالعدم قرار دیتے ہوئے مقدمات اسسٹنٹ رجسٹرار کے حوالے کردیے۔اس کے فورا بعد اے کی موت ہوگئی لیکن ان کے وارثوں اور قانونی نمائندوں نے ٹربیونل کے فیصلے کے خلاف آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت بمبئی ہائی کورٹ کا رخ کیا۔ عدالت نے ٹربیونل کی جانب سے جاری کردہ احکامات کو کالعدم قرار دیتے ہوئے ثالثی بورڈ کی جانب سے دیے گئے فیصلے کو بحال کردیا۔ بینک نے سپریم کورٹ میں خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل دائر کی تھی۔

منعقد: یہ کہ جب فریقین واضح طور پر یا ظاہری طور پر اس بات پر متفق ہوں کہ ٹریبونل کے سامنے پیش نہیں کیے گئے کچھ شواہد کو ثبوت کے طور پر لیا جانا چاہئے اور ان پر غور کیا جانا چاہئے، تو ٹربیونل کے لئے اس طرح کے ثبوتوں پر کارروائی کرنا غلط یا غیر قانونی نہیں ہوگا جو اس سے پہلے نہیں لئے گئے تھے، ثبوت کے طریقہ کار کا سوال ہے اور اسے معاف کرنے کی صلاحیت ہے اور لہذا سول نوعیت کی پچھلی عدالتی کارروائی میں لئے گئے ثبوت۔ فریقین کی رضامندی سے اگلی کارروائی میں قابل قبول بنایا جاسکتا ہے۔

اگرچہ ایویڈنس ایکٹ کے تحت جو چیز قابل قبول نہیں ہے وہ فریقین کی رضامندی سے متعلقہ نہیں ہوسکتی، لیکن اگر فریقین متفق ہوں تو متعلقہ شواہد کو باقاعدہ طریقہ کار پر عمل کیے بغیر عدالت یا ٹربیونل کے غور وخوض کے لئے ریکارڈ پر لایا جاسکتا ہے۔

جب کوئی فریق پچھلی عدالت یا ٹربیونل کے سامنے پہلے سے ریکارڈ کیے گئے ثبوتوں پر آگے بڑھنے کے لئے نہ صرف عدالت یا ٹربیونل کے سامنے کوئی اعتراض نہیں اٹھاتا ہے اور ظاہری طور پر عدالت یا ٹربیونل کو پہلے ریکارڈ کیے گئے ایسے شواہد پر کارروائی کرنے کی دعوت دیتا ہے تو اسے بعد میں عدالت یا ٹربیونل کی جانب سے اس طرح کے شواہد پر غور کرنے پر اعتراض کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے۔

ہائی کورٹ اس نتیجے پر پہنچنے کے بعد کہ ٹربیونل نے اس کے سامنے اٹھائے گئے ابتدائی اعتراض کی اجازت دینے میں غلطی کی تھی، ہائی کورٹ کو اس حقیقت کو نظر انداز کرنے کا حق نہیں تھا کہ ٹربیونل کے سامنے دیگر سوالات اٹھائے گئے تھے جن پر اس

نے غور نہیں کیا تھا۔ عام طور پر ایسے معاملے میں مناسب حکم یہ ہوگا کہ ٹریبونل کے حکم کو کالعدم قرار دیا جائے اور اسے ہدایت دی جائے کہ وہ ان کی قابلیت کی بنیاد پر نظر ثانی کے لئے درخواستوں کا فیصلہ کرے۔

دیوانی اپیلیٹ دائرہ اختیار: 1960 کی دیوانی اپیل نمبر 555 اور 556۔

بمبئی ہائی کورٹ کے 17 جولائی 1956 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے 1956 کی خصوصی دیوانی درخواستوں نمبر 580 اور 581 میں اپیل کی گئی۔

اپیل کنندگان کی طرف سے اے۔وی۔وشوناتھ شاستری، بی۔آر۔نائک اور نونیت لال شامل ہیں۔

جواب دہندگان نمبر 1 اور 3 سے 6 کے لئے عبدالرحمٰن آدم عمر، ایس۔این۔اینڈلے، رامیشور ناتھ اور پی۔ایل۔ووہرا شامل ہیں۔

23 اپریل 1962ء کو عدالت کا فیصلہ سنایا گیا۔

داس گپتا، جسٹس- درخواست گزار، ایک کوآپریٹو بینک اور امین صاحب پاٹل، جنہوں نے بینک سے قرض لیا تھا اور قطب الدین محمد اجیم قاضی، جو قرضوں کے سلسلے میں ضمانت پر کھڑے تھے، کے درمیان پیدا ہونے والے تنازعات کو بمبئی کوآپریٹو سوسائٹیز ایکٹ، 1925 کی دفعہ 54 کے تحت دو ریفرنسز میں ثالثی کے پاس بھیج دیا گیا تھا۔ ثالثی بورڈ بنیادی طور پر جناب ایل وی پھڑکے، جناب سی کے پھڑکے اور مسٹر ترلوکیکر پر مشتمل تھا۔ بورڈ کے کئی اجلاسوں اور کچھ ثبوتوں کو ریکارڈ کرنے کے بعد جناب ترلوکیکر، جو قرض لینے والے امین صاحب کے نامزد امیدوار تھے، ریٹائر ہو گئے۔ اس کے بعد بورڈ کو دوبارہ تشکیل دیا گیا جس میں مسٹر کوتوال قرض دہندہ کے نئے نامزد کے طور پر شامل تھے۔ اس بورڈ نے کچھ ثبوت بھی درج کیے لیکن کچھ عرصے بعد مسٹر کوتوال بھی ریٹائر ہو گئے۔ بورڈ کی ایک نئی تشکیل ہوئی جس میں دیگر دو ارکان پہلے کی طرح تھے اور مسٹر ایم۔ڈی۔ٹھاکر قرض دہندہ کے نامزد تھے۔ اس طرح تشکیل دیئے گئے بورڈ نے مزید ثبوت ریکارڈ کیے اور آخر کار بورڈ نے 14 مارچ 1955 کو اس معاملے میں اپنا فیصلہ دیا۔

ان ایوارڈز سے غیر مطمئن امین صاحب نے بمبئی کوآپریٹو ٹریبونل کے سامنے دو نظر ثانی کی درخواستیں دائر کیں۔ ٹریبونل کے سامنے فیصلوں کی قانونی حیثیت کے حوالے سے ابتدائی اعتراض اس بنیاد پر اٹھایا گیا تھا کہ بورڈ نے ان شواہد پر کارروائی کی تھی جو اس کے سامنے ریکارڈ نہیں کیے گئے تھے۔ ٹریبونل نے اس ابتدائی اعتراض کو قبول کرتے ہوئے فیصلوں کو کالعدم قرار دے دیا اور مقدمات کو دوبارہ سماعت کے لیے اسسٹنٹ رجسٹرار کے حوالے کر دیا۔

اس کے فوراً بعد امین صاحب کا انتقال ہو گیا لیکن ان کے وارثوں اور قانونی نمائندوں نے ٹریبونل کے فیصلے کے خلاف آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت بمبئی ہائی کورٹ میں دو درخواستیں دائر کیں۔ ہائی کورٹ نے کہا کہ ٹریبونل نے یہ سوچ کر غلطی کی ہے کہ ثالثی بورڈ نے پچھلے بورڈز کے ذریعہ ریکارڈ کیے گئے ثبوتوں کو قائم کرنے میں غیر قانونی طور پر کام کیا تھا جبکہ یہ فریقین کے مکمل علم کے ساتھ اور دونوں طرف سے کسی اعتراض کے بغیر کیا گیا تھا۔ اس کے مطابق، انہوں نے ٹریبونل کی طرف سے جاری کردہ احکامات کو کالعدم قرار دے دیا اور ثالثوں کے بورڈ کی طرف سے دیئے گئے فیصلوں کو بحال کر دیا۔

بینک نے اس عدالت سے خصوصی اجازت حاصل کرنے کے بعد اب ہائی کورٹ کے فیصلے کے خلاف اپیل کی ہے۔

اپیل کی حمایت میں ہمارے سامنے تین نکات اٹھائے گئے ہیں۔ پہلا یہ کہ ٹریبونل نے یہ کہتے ہوئے کوئی غلطی نہیں کی کہ بورڈ نے پچھلے بورڈز کے ذریعہ ریکارڈ کیے گئے ثبوتوں پر عمل کرتے ہوئے غیر قانونی طور پر کام کیا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر بورڈ نے غلطی بھی کی ہے تو یہ ایسی غلطی نہیں ہے جو ہائی کورٹ کو آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت مداخلت کا حق دار بنائے۔ آخر میں، یہ دلیل دی گئی کہ کسی بھی معاملے میں، ہائی کورٹ نے فیصلے کو منسوخ کرنے کا جواز پیش نہیں کیا، جب کہ ٹریبونل نے صرف ابتدائی نکات پر درخواست نمٹا دی تھی اور میرٹ کی بنیاد پر اس پر غور نہیں کیا تھا۔ ہماری رائے میں پہلے دو تنازعات میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ جیسا کہ ہائی کورٹ نے عام طور پر نشاندہی کی ہے کہ ٹریبونل کے لئے ان ثبوتوں پر کارروائی کرنا غلط اور غیر

قانونی ہوتا جو اس کے سامنے نہیں لیے گئے تھے۔ جب فریقین واضح طور پر یا ظاہری طور پر اس بات پر متفق ہوتے ہیں کہ ٹریبونل کے سامنے پیش نہیں کیے گئے کچھ ثبوتوں کو ثبوت کے طور پر لیا جانا چاہئے اور ان پر غور کیا جانا چاہئے تو صورتحال کتنی مختلف ہوتی ہے۔ یہ طے شدہ قانون ہے کہ ثبوت کے طریقہ کار کا سوال طریقہ کار کا سوال ہے اور اسے معاف کرنے کی صلاحیت ہے اور اس لئے پچھلی عدالتی کارروائی میں لئے گئے ثبوت کو فریقین کی رضامندی سے اگلی کارروائی میں قابل قبول بنایا جاسکتا ہے۔ اس کا اطلاق شہری نوعیت کی کارروائیوں پر ہوتا ہے۔ اگرچہ ایویڈنس ایکٹ کے تحت جو چیز متعلقہ نہیں ہے وہ ان کارروائیوں میں شامل نہیں ہوسکتی ہے جن پر ایویڈنس ایکٹ لاگو ہوتا ہے، فریقین کی رضامندی سے متعلقہ بنایا جاتا ہے، اگر فریقین متفق ہوں تو متعلقہ شواہد کو باقاعدہ طریقہ کار پر عمل کیے بغیر عدالت یا ٹریبونل کے غور وخوض کے لئے ریکارڈ پر لایا جاسکتا ہے۔ اس قاعدے کے پیچھے وجہ یہ ہے کہ کسی بھی فریق کو کسی خاص حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے کہنا غیر منصفانہ ہوگا جبکہ دوسرے فریق نے پہلے ہی تسلیم کیا ہے کہ جس طرح سے اسے عدالت کے سامنے لایا گیا ہے اس نے اسے کافی حد تک ثابت کر دیا ہے۔ لہذا ہماری رائے ہے کہ ان معاملوں کے حقائق میں جب اپیل کنندہ بینک نے نہ صرف پچھلے بورڈوں کے سامنے پہلے سے درج ثبوتوں پر آخری تشکیل شدہ کارروائی کے طور پر بورڈ پر کوئی اعتراض نہیں اٹھایا ہے، بلکہ حقیقت میں ایسا لگتا ہے کہ بورڈ کو پہلے ریکارڈ کیے گئے ایسے ثبوتوں پر کارروائی کرنے کے لئے مدعو کیا گیا ہے، اپیل کنندہ کو بعد میں بورڈ کی طرف سے ثبوتوں پر غور کرنے پر اعتراض کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی ہے - صرف اس لئے کہ فیصلہ اس کے خلاف گیا ہے۔ ٹریبونل واضح طور پر اس کے برعکس سوچنے میں غلط تھا اور اس غلطی کو ریکارڈ کے سامنے واضح غلطی نہیں سمجھا جاسکتا اور اس طرح ہائی کورٹ کے پاس ٹریبونل کے حکم میں مداخلت کرنے کا نہ صرف اختیار بلکہ فرض بھی تھا۔

تاہم ہمیں ایسا لگتا ہے کہ اس نتیجے پر پہنچنے کے بعد کہ ٹریبونل نے اس کے سامنے اٹھائے گئے ابتدائی اعتراض کی اجازت دینے میں غلطی کی تھی، ہائی کورٹ اس حقیقت کو نظر انداز کرنے کا حق دار نہیں تھا کہ ٹریبونل کے سامنے دیگر سوالات اٹھائے

گئے تھے جن پر اس نے غور نہیں کیا تھا۔ ہمارے خیال میں ایسے معاملے میں مناسب حکم یہ ہوگا کہ ٹریبونل کے حکم کو کالعدم قرار دیا جائے اور اسے ہدایت دی جائے کہ وہ ان کی قابلیت کی بنیاد پر نظر ثانی کی درخواستوں پر فیصلہ کرے۔

لہٰذا ہم جزوی طور پر اپیلوں کی اجازت دیتے ہیں اور ہائی کورٹ کے حکم میں ترمیم کرتے ہوئے حکم دیتے ہیں کہ ٹریبونل کے اس حکم کو کالعدم قرار دیا جائے جس میں مقدمات اسسٹنٹ رجسٹرار کو بھیجنے کا حکم دیا گیا تھا لیکن ٹریبونل کو اب ان کی میرٹ کی بنیاد پر نظر ثانی کی درخواستوں کی سماعت کرنی چاہیے۔ کیس کے حالات میں، ہم حکم دیتے ہیں کہ فریقین اپنے اخراجات خود برداشت کریں گے ۔

اپیلوں کو جزوی طور پر اجازت دی گئی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
I attest to the accuracy and
authenticity of this document

12.06.24